# طلبۂ حدیث کی خدمت میں چند گذارشات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

علمِ حدیث کے طلبہ کی خدمت میں چند باتیں عرض کی جاتی ہیں:

(۱)......پہلی بات: اتباعِ سنت اور اپنی اصلاح سے متعلق ہے۔ ویسے تو ہر طالب علم کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیے لیکن مشکوٰۃ تک پہنچنے کے بعد اپنی اصلاح کے لیے خصوصیت کے ساتھ اس پر نظر رہنی چاہیے کہ ہمارے اخلاق و عمال، معمولات و مشاغل، معاملات و معاشرت اور ہماری دن رات کی زندگی حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ہے یا نہیں، اگر ہے تو الحمدللہ، اس پر شکر کرنا چاہیے اور استقامت کی دعا کرنی چاہیے، اور اگر نہیں ہے تو ہمیں اپنی زندگی حضور ﷺ کے اسوۂ مبارکہ اور آپ کی سیرت طیبہ کے مطابق ڈھالنے کی فکر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان محدثین کی قبور کو اپنی رحمتوں اور انوار سے منور فرمائے جنہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کے ایک ایک عمل، ایک ایک قول اور آپ کی مبارک زندگی کے ہر ہر موقع کا ایک ایک معمول اپنی اصلی حالت میں ہم تک پہنچایا، جس قدر تفصیل و وضاحت اور تواتر کے ساتھ حضور ﷺ کی سیرت کو حضرات محدثین نے محفوظ فرمایا پوری انسانی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ یہ امتِ محمدیہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں حضور اکرم ﷺ کی زندگی و سیرت کا روشن چراغ ہمارے لیے مشعل راہ کا کام نہ دیتا ہو۔ اس لیے علم حدیث کے ایک سچے طالب علم کا منصب اور مسئولیت صرف یہ نہیں کہ وہ حدیث کے فقہی اور فنی مباحث کو اس نیت سے یاد کرے کہ امتحان میں اچھے نمبروں سے کامیاب ہو اور بس! بلکہ ضروری ہے کہ اس میں سنت کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی فکر ہو اور اس کا ہر کام اور ہر عمل اتباع سنت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہو کہ اسی سے اس کی زندگی میں روحانیت آئے گی اور اس کے علم میں برکت اور فیض کا سامان پیدا ہوگا۔ اصل مقصد اتباع سنت ہونا چاہیے، اسی سے علم نافع اور منتفع بہ بنتا ہے۔

(۲)......دوسری بات: کثرتِ درود و استغفار سے متعلق ہے۔ علم حدیث کے طلبہ کو درود شریف اور استغفار کا کثرت

کے ساتھ اہتمام کرنا چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ کے ہم پر جو بے شمار احسانات ہیں ان کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر مؤمن درود شریف بکثرت پڑھنے کا معمول بنائے اور علم حدیث کے طلبہ کو تو اس کا اہتمام خاص طور سے اس لیے کرنا چاہیے کہ حدیث اور درود دونوں کا تعلق حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ سے ہے، اس سے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ محبت پیدا ہوگی اور دل میں آپ ﷺ کی عظمت اور عقیدت کی جڑیں راسخ ہوں گی۔

اسی طرح دن رات چھوٹے بڑے گناہ انسان سے سرزد ہوجاتے ہیں اور بسا اوقات ان کی طرف آدمی کا خیال بھی نہیں جاتا، غیبت، دل آزاری، اسراف، جھوٹ، لایعنی میں وقت کا ضیاع، ناجنسوں سے اختلاط اور روابط، غرض یہ کہ اس طرح کے کئی گناہوں کا ارتکاب ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے دل پر ایک ظلمت سی چھا جاتی ہے اور گناہوں کی ظلمت کے ساتھ حدیث شریف کی روحانیت اور حلاوت محسوس نہیں کی جاسکتی، اس لیے حدیث کے طلبہ کو چاہیے کہ وہ کثرت سے استغفار کا اہتمام بھی کریں کیوں کہ کثرتِ استغفار ہی گناہوں کی وجہ سے دل پر آنے والی ظلمت دور کرنے کے لیے نسخہ اکسیر ہے۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، درس گاہ کی طرف آتے ہوئے، سبق کے شروع اور اختتام کے وقت بہت آسانی کے ساتھ درود اور استغفار کا اہتمام ہوسکتا ہے، ذرا سی توجہ کی ضرورت ہے، اس کا اگر معمول بنالیا جائے تو ان شاء اللہ حدیث شریف کے مبارک ثمرات سے محرومی نہیں ہوگی۔

(۳)...... اس کے ساتھ ساتھ علم حدیث کے طلبہ کو چاہیے کہ اللہ ہی سے مانگیں، اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور دعا کرنے کا ذوق اپنے اندر پیدا کریں، حضور اکرم ﷺ کی وہ پُر نور دعائیں تو حدیث کے ایک سچے طالب علم کو ازبر یاد ہونی چاہئیں جن میں ہر ضرورت اور ہر بھلائی کا احاطہ کیا گیا ہے، ہر عمل کے لیے دعا بتائی گئی ہے، ہر مصیبت اور ہر پریشانی سے نجات کے لیے وظیفہ سکھایا گیا ہے اور ہر مقام کی مناسبت سے ذکر کی تلقین کی گئی ہے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کھانے پینے، اوڑھنے پہننے، صبح و شام، طلوع و غروب اور سفر و حضر...... غرض یہ کہ زندگی کے ہر ہر عمل کے لیے بلیغ اور مؤثر دعائیں احادیث میں موجود ہیں، ان ماثور و مسنون دعاؤں کا اگر معمول بنالیا جائے تو پوری زندگی ذکر اللہ کی خوشبو میں رچ بس جائے گی اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور دعا کرنے کا ذوق پیدا ہوگا، "من رزق الدعاء لم یحرم الإجابة".

ذیل میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ کی "آپ بیتی" سے ان کا مشکوٰۃ شریف شروع کرنے کا واقعہ نقل کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو کس قدر مقبولیت عطا فرمائی، وہ تحریر فرماتے ہیں:

"۷ محرم ۱۳۳۲ھ کو ظہر کی نماز کے بعد میری مشکوٰۃ شریف شروع ہوئی۔ والد صاحب نے خود ہی ظہر کی امامت بھی کی تھی اور نماز کے بعد غسل فرمایا اور اس کے بعد اوپر کے کمرے میں جہاں ان کا گدا وغیرہ بچھا رہتا تھا اس پر کچھ بچھا کر دو رکعت نفل پڑھی، پھر میری طرف متوجہ ہوکر مشکوٰۃ شریف کی بسم اللہ اور خطبہ مجھ سے پڑھوایا، پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر پندرہ بیس منٹ تک بہت ہی دعائیں مانگیں، مجھے معلوم نہیں کیا کیا

دعائیں مانگیں لیکن میں اس وقت میں ان کی معیت میں صرف ایک ہی دعا کرتا رہا: ''یا اللہ! حدیث پاک کا سلسلہ بہت دیر میں شروع ہوا، اس کو مرنے تک اب میرے ساتھ وابستہ رکھیے''۔ اللہ جل شانہ نے میری ناپاکیوں، گندگیوں اور سیئات کے باوجود یہ دعا ایسی قبول فرمائی کہ محرم ۳۲ھ سے رجب ۹۰ھ تک تو اللہ کے فضل سے کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا جس میں حدیث پاک کا مشغلہ نہ رہا ہو، اگرچہ دعا کے وقت میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے، اگر میں نے پڑھ بھی لیا پھر مدرس بھی ہوگیا تو حدیث پاک پڑھانے تک دس بارہ سال لگ ہی جائیں گے...... مگر اللہ جل شانہ مسبب الاسباب ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ فرمادے تو اسباب خود اس کی مخلوق ہے''۔ (آپ بیتی: ۱/۵۵)

(۴)...... چوتھی بات علم حدیث کے طلبہ سے یہ عرض کرنی ہے کہ وہ لغویات اور لایعنی کاموں سے بچنے کا اہتمام کریں۔ قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے مؤمنین کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے: ﴿والذین هم عن اللغو معرضون﴾ کہ وہ لغو سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں، اور حدیث میں ہے: "من حسن إسلام المرء ترك ما لا يعنيه" عموماً طلبہ فضول باتوں اور لایعنی امور میں بڑا وقت ضائع کردیتے ہیں اور کبھی کوئی گھنٹہ خالی ہو تو وہ گپ بازی کی نذر ہوجاتا ہے، کبھی کسی استاذ کے آنے میں تاخیر ہو تو وہ وقت بھی بے فائدہ گفتگو میں طلبہ ضائع کردیتے ہیں۔ کم از کم حدیث کے طلبہ کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے کہ ان کا کوئی وقت بے فائدہ اور لایعنی کاموں میں ضائع نہ ہو۔

درجہ مشکوٰۃ میں پہنچنے کے بعد کسی طالب علم نے حدیث پڑھنا تو شروع کردی لیکن اس کی حالت یہ ہو کہ وہ درسِ حدیث کے آداب کی رعایت نہیں کرتا، کمرے یا گھر سے ویسے ہی منہ اٹھائے درس گاہ میں آکر بیٹھ گیا، نہ وضو کا اہتمام، نہ دل میں اتباع سنت کا جذبہ، نہ اپنے تزکیۂ نفس وقلب اور اصلاحِ اخلاق کی فکر، نہ دل میں حضور ﷺ کے کلام کی عظمت وادب کا احساس، نہ متنِ حدیث کی طرف توجہ، امتحان کے دنوں میں چند فنی بحثیں کسی کتاب یا تقریر سے یاد کرلیں، امتحان دیا اور چل دیا، ظاہر ہے ایسا شخص حدیث کی حلاوت اور اس کی روحانیت کیا محسوس کرے گا اور حدیث کی برکات اسے کیوں کر نصیب ہوں گی؟! مستشرقین میں کتنے بدنصیب ایسے ہیں جن کی پوری زندگی حدیث نبوی کی علمی موشگافیوں میں گذر جاتی ہے لیکن وہ اس دنیا سے جاتے ہیں تو ایمان کی ابدی سعادت سے محروم ہوتے ہیں۔

اس لیے علم حدیث کے طلبہ سے میری دردمندانہ گذارش ہے کہ وہ حدیث شریف کو پوری توجہ واحترام کے ساتھ اور آداب کی رعایت رکھتے ہوئے پڑھیں، دل میں اتباع سنت کا جذبہ ہو، کلامِ نبوی کی عظمت ہو، وضو کا اہتمام ہو، لب پر درود واستغفار ہو، لغو وفضول سے احتراز ہو...... اس طرح حدیث پڑھنے سے ان شاء اللہ نبی اکرم ﷺ سے ایمانی تعلق میں بھی اضافہ ہوگا اور حدیث کی وہ ایمانی کیفیت وحلاوت بھی حصے میں آئے گی جو قافلۂ محدثین کے خوش نصیبوں اور عہد نبوی کے سعادت مندوں کو نصیب ہوئی تھی۔ وصلی الله تعالیٰ وسلم علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه اجمعين